انسانِ معصوم کی نوع

اور

شیخیہ کی نرالی منطق

از جناب مولینا سیّد علی رضا نقوی بخاری

صدر جمعیت طلبہ جعفریہ پاکستان

یونٹ جامعہ عربیہ مخزن العلوم
الجعفریہ شیعہ میانی، ملتان

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵	شیخیہ کا نظریہ باطلہ نمبرا۔	۱۔
۹	استدلال بذریعہ آیت سورہ ابراہیم۔	۲۔
۱۰	قرآن پاک اور مقتضائے عقل کی مطابقت۔	۳۔
۱۱	نبوت و رسالت وغیرہ کے عطیات اختلاف نوع کا باعث نہیں ہو سکتے	۴۔
۱۳	استدلال بذریعہ آیت سورہ کہف۔	۵۔
۱۴	تنبیہ بر بطلان نظریہ نمبر ۲	۶۔
۱۵	استدلال بذریعہ آیت سورہ یونس۔	۷۔
۱۷	استدلال بذریعہ آیت سورہ ق	۸۔
۱۹	استدلال بذریعہ آیت سورہ البقرہ۔	۹۔
۲۱	مخالفت قرآن کریم کا انجام۔	۱۰۔
۲۳	مقالہ نگار کا نظریہ باطلہ نمبر ۳۔	۱۱۔
۲۴	″ ″ ″ ″ نمبر ۴۔	۱۲۔
۲۵	″ ″ ″ ″ نمبر ۵۔	۱۳۔
۲۹	″ ″ ″ ″ نمبر ۶۔	۱۴۔
۳۶	″ ″ ″ ″ نمبر ۷۔	۱۵۔
۳۶	اقسام خاصہ لازمہ کا بیان۔	۱۶۔
۳۷	خاصہ لازمہ غیر شاملہ شخصیہ کی مثالیں۔	۱۷۔
۳۸	عصمت کے خاصہ لازمہ غیر شاملہ شخصیہ ہونے کے دلائل۔	۱۸۔
۳۹	شیخیہ کی بنیادی غلطی۔	۱۹۔

مسئلہ نورِ معصومین ؑ اور شیخیہ کی نرالی منطق

یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ کا دین ہی دینِ الٰہی ہے۔ کیونکہ اس کے تمام عقائد جہاں عقلِ سلیم کے تقاضوں کے مطابق ہیں وہاں وہ قرآن کریم۔ احادیث رسول ؐ مبین اور تعلیمات آئمہ معصومین علیہم السلام کے بھی صحیح مطابق ہیں۔ شیعہ کا یہی طرۂ امتیاز ہے جس کی وجہ سے اُمت آنحضرت ؐ کے تہتر فرقوں میں سے وہی وہ باعظمت فرقہ ہے جو آتش جہنم سے نجات یافتہ ہوگا۔

لیکن یہ امر نہایت افسوس اور رنج و اُلم کا باعث ہے کہ شیعیت کے لباس میں کچھ ایسے لوگ بھی ملبوس ہیں۔ جو درحقیقت شیعہ نہیں بلکہ وہ دیگر مذاہب باطلہ سے تعلق رکھنے والے افراد ہیں۔ اور نجانے کب سے وہ شیعوں میں گھس کر نہ صرف سادہ لوح شیعہ کے عقائد کو خراب کر رہے ہیں بلکہ وہ اپنی کھوکھلی۔ غلط اور باطل تحریروں و تقریروں کے ذریعہ مذہب شیعہ کی بدنامی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ ان ہی کے باعث اغیار

کو مذہب شیعہ پر طعن و تشنیع کا موقع ملتا ہے اور اس سے مذہب و ملت کا بہت بڑا نقصان ہوتا رہتا ہے۔

ان ہی لوگوں میں سے فرقہ شیخیہ کے افراد ہیں جو اپنے آپ کو شیعہ کہلاتے ہیں حالانکہ وہ درحقیقت شیعہ نہیں بلکہ وہ شیخ احمد احسائی اور اس کے پیروکاروں کے جنبہ دار ہیں۔ انہوں نے خلاف حق بہت کچھ عقائد باطلہ اختراع کر رکھے ہیں، جنہیں وہ اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ شیعہ میں ترویج دیتے رہتے ہیں۔ سادہ لوح عوام میں وہ اثر و رسوخ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور حق پرست جیّد شیعہ علماؑ کیخلاف وہ بہتان تراشی کرتے ہوئے وہابی ہو جانے کا الزام عائد کرتے ہیں اور اس طرح وہ عوام کو حقیقی علماؑ شیعہ سے منحرف کرتے اور اپنے دام تزویر میں پھانسنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں حالانکہ یہ خود علم کے گوہر سے تہی دست ہوتے ہیں۔ نہ انہیں علم معقولات کی نعمت حاصل ہے۔ نہ یہ منقولات پر اطلاع رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ اپنے من گھڑت مزعومات کو رنگین الفاظ سے مزین کر کے ناواقف عوام کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی تحریف معنوی کرنا ان کا شعار ہے حتیٰ کہ ان واضح اور صحیح نظریات کی مخالفت کرنے میں بھی انہیں حجاب لاحق نہیں ہوتا ہے جو اسباب معقول و منقول کے مسلمات میں سے ہوتے ہیں ان کے مزعومات میں سے ایک من گھڑت مزعومہ یہ بھی ہے کہ انبیاؑ وائمہ معصومینؑ کی نوع انسانی نوع سے جداگانہ ہے۔ اکثر و بلشیتر ان کی

تقریریں اور تحریریں اسی محور کے گرد چکر لگاتی رہتی ہیں۔ اور اس سلسلہ میں یہ لوگ قرآن کریم کی آیات کی تحریف معنوی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور اہل منطق وغیرہ کے مسلمہ کلیات کی خلاف ورزی کرنے کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی وہ مضامین ہیں جو حال ہی میں ماہنامہ "پیام عمل" بابت ماہ اپریل ۸۱ء میں شائع ہوئے ہیں۔

چنانچہ ملاحظہ ہو "پیام عمل مذکور" ص۳۲ ایک مقالہ نویس شیخیہ کی نرالی منطق سے کام لیتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔ "اگر منطقی اصطلاحات کے مطابق گفتگو کی جائے تو یہی کہا جائے گا کہ انسان معصوم کی نوع دوسرے غیر معصوم انسانوں سے بلند تر ہے انسانیت ان کی جنس ہے اور عصمت ان کی فصل ہے۔ اس طرح جیسے غیر معصوم انسانوں کے لئے حیوانیت ان کی جنس ہے اور ناطقیت ان کی فصل ہے جس طرح جیسے غیر معصوم انسان حیوان ہونے کے ناطے دوسرے حیوانات کے ساتھ حیوانیت میں شریک ہے۔ اسی طرح انسان معصوم انسان ہونے کی وجہ انسانیت میں غیر معصوم انسانوں کے ساتھ شریک ہے۔ جس طرح غیر معصوم انسان اپنی ناطقیت یعنی عقل کی بنا پر دوسرے حیوانات سے بالاتر اور ممتاز ہے۔ اسی طرح انسان معصوم اپنی عصمت کے ذریعہ دوسرے تمام غیر معصوم انسانوں سے بالاتر اور ممتاز ہے۔ واضح رہے کہ یہ گفتگو منطقی اصطلاحات کے مطابق ہے

انتہٰی بقدر الحاجۃ۔

جہاں تک معصوم کے غیر معصوم سے ممتاز اور اس سے بالاتر ہونے

کا تعلق ہے تو یہ بے شک مسلم اور درست ہے لیکن جہاں تک منطقی اصطلاحات کی مطابقت اور اس نظریہ کی صحت کا تعلق ہے کہ انسان معصوم کی نوع دیگر انسانوں سے الگ اور جدا گانہ ہے جسے مضمون نگار نے "بلند تر" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے تو یہ عبارت متعدد وجوہ سے اصطلاحات منطق کے خلاف ہے اور بہت سے نظریات باطلہ اور عقائد فاسدہ کی حامل ہے یہ ہرگز صحیح نہیں کہ یہ منطقی اصطلاحات کے مطابق ہے ذیل میں ان باطل نظریات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ جنہیں یہ تحریر اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔

نظریہ باطلہ نمبرا

مقالہ نگار نے لفظ انسان کو معصومین کی "جنس حقیقی" قرار دیا ہے حالانکہ یہ اصطلاحاتِ منطق کے خلاف ہے کیونکہ اصطلاحات منطق کے مطابق لفظ "انسان" معصومین و غیر معصومین سب انسانوں کی نوع حقیقی ہے ایسا نہیں کہ "انسان" معصومین کے لئے تو "جنس حقیقی" ہو اور غیر معصومین کے لئے نوع حقیقی ہو جیسے کہ مضمون نگار صاحب موصوف کا زعم فاسد ہے واضح باد کہ صاحب موصوف نے "انسان" کو غیر معصومین کے لئے نوع حقیقی بھی تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ماہنامہ "پیام عمل مذکور" ص۳۴ کالم اول سطر ۲،

محترم مقالہ نگار کا یہ خیال عقلاً و نقلاً باطل ہے کہ "انسان" معصومین کی جنس حقیقی ہے اور غیر معصومینؑ کی نوع حقیقی۔ عقلاً اس لئے باطل ہے کہ یہ خیال مستلزم تناقض ہے اور ہر وہ خیال جو مستلزم تناقض ہو وہ باطل ہے

ہے۔ کیونکہ تناقض کا محال اور باطل ہونا ایک امر بدیہی ہے۔

وجہ استلزام تناقض یہ ہے کہ اصطلاحات منطق کے مطابق جو کلی نوع حقیقی ہوتی ہے۔ وہ جنس حقیقی نہیں ہو سکتی اور جو جنس حقیقی ہوتی ہے وہ نوع حقیقی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ دونوں باہم قسیم ہیں۔ اس لیئے کہ یہ دونوں کلی کی قسمیں ہیں۔ اور ایک شئی کی دو قسمیں باہم قسیم کہلاتی ہیں۔ اور ہر وہ دو امر جو باہم قسیم ہوں ان میں تباین کلی یعنی تفارق کلی ہوتا ہے۔ وہ دونوں کسی بھی صورت میں مجتمع اور اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

لیکن مقالہ نویس مذکور نے ان دونوں متبائنین کو اکٹھا کر دیا ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ انسان جنس حقیقی بھی ہے۔ اور اسی طرح انسان نوع حقیقی بھی ہے حالانکہ اگر انسان جنس حقیقی ہو تو پھر کبھی نوع نہیں ہو سکتا۔ اور جب نوع حقیقی ہے تو پھر کبھی جنس حقیقی نہیں ہو سکتا۔ لہذا "انسان" کو جنس حقیقی قرار دینے کا یہ معنی ہے۔ کہ وہ نوع حقیقی نہیں اور پھر اسے نوع حقیقی قرار دینے کا معنی یہ ہے کہ وہ جنس حقیقی نہیں۔ اس لئے اگر اسے نوع حقیقی مانا جائے تو اس کا جنس حقیقی ہونا جھوٹ اور باطل ہے۔ اور اگر جنس حقیقی مانا جائے تو اس کا نوع حقیقی ہونا جھوٹ اور باطل ہے اور یہ واضح تناقض ہے گویا صاحب موصوف نے یوں کہہ دیا۔ انسان نوع حقیقی ہے۔ پھر ساتھ ہی کہا۔ انسان نوع حقیقی نہیں اور اس کلام کے باہم متناقض ہونے میں کوئی خفا نہیں۔

حق یہ ہے کہ انسان معصومین و غیر معصومین سب کے لئے نوع حقیقی

ہے۔ جنس حقیقی کسی کے لئے نہیں۔ اور ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک کلی اپنے بعض افراد کی نوع حقیقی ہو اور دیگر بعض کی جنس حقیقی ہو۔ بلکہ اصول منطق کے مطابق جو کلی نوع حقیقی ہوتی ہے وہ اپنے تمام افراد کے لئے نوع حقیقی ہوتی ہے۔ اور اس طرح جو کلی جنس حقیقی ہوتی ہے وہ اپنے تمام افراد کے لئے جنس حقیقی ہوتی ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ جنس حقیقی کے جو افراد ہوتے ہیں وہ متعدد اور مختلف انواع ہوتے ہیں یعنی وہ مختلف حقائق ہوتے ہیں جن میں تعدد اور کثرت ہوتی ہے۔ لیکن نوع کے جو افراد ہوتے ہیں ان کی حقیقت صرف اور صرف ایک ہوتی ہے۔ اور وہ وہی نوع ہوتی ہے جس کے وہ افراد ہوتے مثلاً حیوان جنس حقیقی ہے کیونکہ اس کے افراد مختلف انواع ہیں جو کہ گھوڑا۔ گدھا، بیل، اونٹ، انسان، بکرا، مینڈھا وغیرہ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ان کی حقیقتیں مختلف ہیں۔

لیکن ان مذکورہ انواع میں سے جس نوع کو بھی لے لو ان افراد کی حقیقت صرف وہی نوع ہوگی جس کے وہ افراد ہیں۔ ان کے حقائق مختلف ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مثلاً انسان کو لو تو اس کے افراد زید۔ عمرو بکر وغیرہ ہیں۔ جن کی حقیقت صرف وہی ایک نوع ہے یعنی انسان۔ اس طرح اگر دوسری کسی نوع مثلاً بیل کو لے لو تو اس کے افراد جن میں سے کوئی ریڑھی کھینچ رہا ہے کوئی کنوئیں پر جوتا ہوا ہے۔ کوئی ہل پر جوتا گیا ہے وغیرہ وغیرہ ان سب افراد کی حقیقت کا سوال ہو تو وہی ایک نوع ہے یعنی بیل اور

یہی صورت گھوڑے، گدھے وغیرہ دیگر انواع کے افراد کی ہے۔
اس بیان سے واضح ہوگیا کہ جنس حقیقی حقائق مختلفہ متعددہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور برعکس اسکے نوع صرف حقیقت واحدہ ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ واحد اور متعدد میں تباین کلی ہے کسی واحد کو واحد ہونے کی حیثیت سے متعدد نہیں کہا جا سکتا اور کسی متعدد کو اسکے تعدد کے اعتبار سے واحد نہیں کہا جا سکتا۔
اس توضیح سے مثل روز روشن واضح ہوگیا کہ کوئی نوع حقیقی ایسی نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنے بعض افراد کے لحاظ سے نوع حقیقی ہو اور بعض دیگر کے لحاظ سے جنس حقیقی ہو مگر ہمارے ممدوح مضمون نگار اور ان کے ہم مشرب دیگر حضرات کا یہ مزعومہ ہے کہ انسان معصومین کی جنس حقیقی ہے اور غیر معصومین کی نوع حقیقی ہے جو کہ اصطلاحات منطق کے پیش نظر بالکل غلط۔ لغو اور باطل ہے۔
ہمارا چیلنج ہے کہ یہ حضرات کوئی ایک مثال دنیا بھر میں ایسی نہیں دیکھا سکتے کہ جو منطقی اصطلاحات کے اعتبار سے بعض افراد کے لئے نوع حقیقی ہو تو دوسرے بعض کے لئے جنس حقیقی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات کو علم منطق سے پوری طرح شناسائی نہیں ہے۔
یہ تو تھا اس نظریہ کا عقلی اعتبار سے بطلان۔ اب ہم نقلی حیثیت سے اس کے باطل ہونے پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ نظریہ سارے قرآن پاک کے خلاف ہے۔ اس قدر آیات قرآنیہ اس کے بطلان پر دلالت کرتی ہیں کہ ان سب کا احیطۂ تحریر میں لانا قلم قاصر کی طاقت سے باہر ہے۔ لہٰذا جو یان

حق کی تشفی کے لئے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان، معصومین کے لئے جنس حقیقی نہیں بلکہ نوع حقیقی ہے۔

۱۔ پ ۱۳ سورہ ابراہیم۔ ع ۱۴۔ آیت نمبر ۱۰، ۱۱۔

قالوان انتم الا بشر مثلنا تریدون ان تصدونا عما کان یعبد اباؤنا۔ فأتونا بسلطان مبین ہ قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن الله یمن علی من یشاء من عبادہ، الخ

ترجمہ! انہوں نے "یعنی قوم نوحؑ۔ عاد او ثمود" اپنے اپنے رسولوں سے کہا کہ تم تو لبس ہماری ہی مثل کے انسان ہو" لہذا تم رسول نہیں ہو سکتے تم تو "رسول ہونے کا ادعا کر کے" چاہتے ہو کہ ہمیں ہمارے ان معبودوں کی عبادت سے روک دو۔ جن کی ہمارے آبا واجداد عبادت کیا کرتے تھے۔ تو ان کے رسولوں نے ان سے "جواباً" کہا بے شک ہم تمہاری ہی مثل انسان ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس پر احسان کر دیتا ہے۔ "یعنی اسے رسول بنا کر ہدایتِ خلق پر مامور کر دیتا ہے"

وجہ استدلال۔ اس آیت کریم کے ان الفاظ "ان نحن الا بشر مثلکم" سے نصاً ثابت ہے کہ جن انبیاؑ و مرسلین کا یہ کلام ہے ان کا بشر یعنی انسان ہونا اسی قسم کا تھا۔ جس قسم کا انسان ہونا ان غیر معصومین کفار کا تھا جن سے خطاب کر کے ان معصومین انبیاؑ و مرسلین نے یہ کلام فرمایا تھا۔

اور ان غیر معصومین کا انسان ہونا یقیناً اسی قسم کا تھا کہ انسان انکی "نوع حقیقی" تھی جنس حقیقی نہیں تھی۔ جیسا کہ ہمارے محترم مقالہ نگار خود

تسلیم کرتے ہیں لہذا ثابت ہوا کہ انسان انبیاء و مرسلین کی بھی نوع حقیقی ہے کیوں کہ اگر کہا جائے کہ انسان غیر معصومین کفار کی تو نوع حقیقی تھی۔ مگر انبیاء و مرسلین کی جنس حقیقی تھی۔ تو پھر ان معصومین کا انسان ہونا ان غیر معصومین کے انسان ہونے کی مثل نہیں رہے گا۔ اور اس سے قرآن پاک کی تکذیب اور مخالفت لازم آئے گی۔

لہذا ثابت ہوا کہ مضمون نگار موصوف نے انسان کو معصومینؑ کی "جنس حقیقی" قرار دیکر قرآن پاک کی تکذیب اور مخالفت کی ہے لہذا ان کا یہ نظریہ باطل ہے کہ انسان معصومین کی "جنس حقیقی" ہے حق یہ ہے کہ انسان معصومینؑ کے لئے بھی اسی طرح نوع حقیقی ہے کہ جس طرح غیر معصومین کے لئے نوع حقیقی ہے کیونکہ لفظ "بشر مثلکم" کا معنی یہی ہے کہ معصومین و غیر معصومین کا بشر یعنی انسان ہونا ایک جیسا ہے۔ کوئی فرق نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر تحریر یہ ہو چکا ہے۔

قران پاک اور مقتضائے عقل کی مطابقت

قرآن کریم کی گذشتہ آیت نیز بعد کو آنے والی آیات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ انسان معصومین اور غیر معصومین سب کے لئے یکساں حیثیت رکھتا ہے کیونکہ سب کے لئے نوع حقیقی ہے اور ارباب معقول علمائے منطق کی تصریحات سے بھی یہی ثابت ہے کہ انسان کا اطلاق اس کے سب افراد پر "معصومین ہوں خواہ غیر معصومین"، یکساں حیثیت سے ہوتا ہے کسی فرد کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہو سکتا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء منطق نے تصریح کی ہے کہ "انسان" کلی متواطی ہے۔ اور کلی متواطی ان کے ہاں وہ ہوتی ہے جو اپنے تمام افراد پر یکساں حیثیت سے صادق آتی ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے بعض افراد پر اور حیثیت سے صادق آئے۔ اور دوسرے بعض پر دوسری حیثیت سے صادق آئے۔

لہذا انسان کے بارے میں عقل سلیم کا تقاضا اور قرآن کریم کا ارشاد دونوں باہم مطابق ہیں۔ کیونکہ ارباب معقول نے انسان کو کلی متواطی قرار دیا ہے کتب منطق اس کی شاہد ہیں لہذا اہل عقل کے نزدیک بھی اس کا اپنے تمام افراد پر صادق آنا یکساں اور ایک حیثیت کا ہے لہذا معصومین و غیر معصومین " اس کے یکساں حیثیت کے افراد ہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ معصومین پر اس حیثیت سے صادق آئے کہ وہ ان کی جنس حقیقی ہے اور غیر معصومین پر۔ اس حیثیت سے صادق آئے کہ وہ ان کی نوع ہے۔ کیونکہ نوع حقیقی کا جنس حقیقی ہونا تو ہے ہی محال جیسا کہ سابقاً ثابت ہو چکا لہذا معصومین اور غیر معصومین دونوں یکساں حیثیت سے انسان کے فرد ہیں۔ عقلاً کوئی فرق نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن پاک نے الفاظ حصر "ان نحن الا بشر مثلکم" کے ذریعہ نص فرما دی ہے کہ معصومین اور غیر معصومین کا بشر اور انسان ہونا ایک ہی حیثیت کا ہے۔ فرق بالکل نہیں ہے بنا بریں مضمون نگار موصوف نے معصومین کی بشریت اور غیر معصومین کی بشریت میں فرق قائم کر کے جہاں قرآن کریم کی تکذیب کی ہے وہاں عقل سلیم کی بھی مخالفت کی ہے

"نبوت اور رسالت وغیرہ کے عطیات اختلاف نوع کا باعث نہیں ہو سکتے۔"

آیت مذکورہ بالا میں الفاظ "ان نحن الا بشر مثلکم" کے بعد "ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اسے نبوت، رسالت اور امامت کے عہدوں سے سرفراز کرتا ہے اور ان عہدوں کے عطا کرنے سے قبل ان کو زیور عصمت سے مزین کرتا ہے۔ اور دیگر اپنی گوناگوں مہربانیوں اور الطاف سے ان کو مکرم فرماتا ہے۔

لیکن ان عطیات اور الطاف و اکرامات کے باعث نوع معصومین غیر معصومین کی نوع سے اختلاف پذیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ الطاف و عطیات وغیرہ ان ذوات مقدسہ کے خواص ہوتے ہیں جن سے ان کے شان کی بلندی، شرف کی زیادتی اور فضیلت کی عظمت کا امتیاز ثابت ہوتا ہے اور یہ امتیاز اتنے تفاوت عظیم پر مشتمل ہوتا ہے کہ غیر معصومین کو معصومین کی بلندیوں سے کوئی نسبت ہی نہیں دی جاسکتی اسی لئے کہا جاتا ہے۔ "چہ نسبت خاک را با عالم پاک"۔

مگر اس تفاوت سے نوع کی مثلیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بشریت کی مثلیت کا بھی حکم لگایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ احسانات الٰہیہ کا تذکرہ فرما کر دوسری جہت سے امتیاز حاصل ہونے کا بھی ذکر فرما دیا ہے۔ لہٰذا آیت مبارکہ مذکورہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک جہت سے معصومین اور غیر معصومین یکساں ہیں اور وہ ہے نوع کی جہت اور دوسری جہت سے معصومین کو غیر معصومین سے بہت بڑا امتیاز حاصل

ہے۔ اور وہ ہیں خواص معصومین۔ لہٰذا ایک مردِ مسلم کے لئے ضروری ہے کہ دونوں جہتوں پر ایمان رکھے "بشر مثلکم" کے الفاظ کے پیشِ نظر ان کی بشریت کے پہلو کو یکساں سمجھے اور "ولکن اللہ یمن الخ" کے پیشِ نظر ان کے شان کو بلند تر سمجھے۔ ایسا نظریہ قائم نہ کرے جس سے کہ کسی جہت کی مخالفت ہو جائے۔ جیسا کہ ہمارے ممدوح مقالہ نگار نے انسان کو معصومین کی جنس اور غیر معصومین کی نوع قرار دے کر "ان نحن الا بشر مثلکم" کی مخالفت اور تکذیب کر ڈالی۔

معصومین اور غیر معصومین کی نوع کے یکساں ہونے پر صرف یہی ایک آیت ہی دلالت نہیں کرتی بلکہ بکثرت دیگر آیات بھی موجود ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

۲۔ پ ۱۶۔ الکھف۔ ع ۱۲۔ آیت نمبر ۱۱۰۔ نیز پ ۲۴۔ حٰم السجدہ ع ۱۔ آیت نمبر ۶۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد۔

ترجمہ: "اے میرے حبیب ان لوگوں سے" کہہ دیجئے کہ میں بس تمہاری ہی مثل انسان ہوں "مگر" میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود بس یکتا اور یگانہ، بےمثل بیمثال ہے۔

اس آیت مبارکہ میں بھی "بشر مثلکم" کے الفاظ سے سورہ ابراہیم کی گذشتہ آیت کی طرح نصاً ثابت ہے کہ سرکار سید الانبیا خاتم المرسلین آنحضرت نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بشر اور انسان ہونا دیگر غیر معصوم انسانوں کی مثل ہے۔ بشریت میں ان کو غیر معصومین کے اعتبار

سے "مثلیت" کی شان حاصل ہے ان کو بشریت کے لحاظ سے کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ کیونکہ اگر بشریت میں ان کو فوقیت حاصل ہوتی تو لفظ "مثلکم" قرآن پاک میں نہ لایا جاتا۔ لہذا معلوم ہوا کہ "انسان" جیسے غیر معصوم انسانوں کی نوع ہے اسی طرح آنحضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی نوع ہے۔ اور جو لوگ بشریت خیر البشر اور بشریت عامۃ البشر میں فرق کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بشر یعنی انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنس ہے اور غیر معصوم انسانوں کی نوع ہے۔ جیسا کہ محترم مقالہ نویس نے کہا ہے یہ لوگ قرآن پاک کے ان الفاظ "انما انا بشر مثلکم الخ" کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور ان کا یہ قول اس آیت کے بھی خلاف ہے۔

رہا موردِ وحی ہونا کہ جس پر "یوحی الی انما الھکم الخ" کے الفاظ دلالت کرتے ہیں تو اس سے یہ ہرگز نہیں ثابت ہو سکتا کہ حضور سرکار دو عالم بشر ہونے میں دیگر غیر معصوم انسانوں کی طرح نہیں ہیں ورنہ "بشر مثلکم" کے الفاظ منجانب اللہ نازل نہ ہوتے اور بشریت میں مثلیت کا حکم نہ لگایا جاتا۔ لہذا معلوم ہوا وحی منجانب اللہ بھی معصوم کا خاصہ ہوتی ہے اس سے نوع مختلف نہیں ہو سکتی۔

"تنبیہ بر بطلان نظریہ نمبر ۲"

گذشتہ آیات سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ معصومینؑ کی نوع کو غیر معصومینؑ کی نوع سے جداگانہ قرار دینا خلاف قرآن کریم ہے۔ وہاں یہ بھی ثابت ہوا

کہ ان کی نوع کو غیر معصومین کی نوع سے " بلند تر " کہنا بھی قرآن کریم کی تکذیب اور مخالفت ہے جیسا کہ محترم مقالہ نگار نے فرمایا ہے کیونکہ قرآن کریم نے بشریت معصوم و غیر معصوم کی مثلیت کا حکم صادر فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ " بلند تر ہونا " مثل ہونے کے خلاف ہے۔

اسی طرح ان کو " مافوق البشر " کے الفاظ سے تعبیر کرنا بھی قرآن کریم کے مذکورہ ارشادات کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے ان کے حق میں بارہا " بشر مثلکم " کے الفاظ نازل فرمائے ہیں۔ کسی بھی مقام پر " مافوق البشر " سے ان کو قرآن کریم نے یاد نہیں فرمایا۔ بلکہ بشریت کی مثلیت کا حکم صادر فرمانے کے بعد اب بشریت سے فوقیت کا حکم صادر ہونا ہی محال تھا۔ ورنہ تو قرآن پاک کی آیات میں تناقض پیدا ہو جاتا جو کہ قطعاً محال ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ مقالہ نویس حضرات من گھڑت الفاظ تیار کر کے معصومین کی شان میں استعمال کر دیتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث کا ان کو علم ہی نہیں ہوتا۔ ویسے ہی جسارت کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسی جسارت ہرگز شرعاً جائز نہیں اور اگر کہا جائے کہ دیدہ و دانستہ طور پر قرآن و حدیث کی مخالفت کرتے ہیں تو یہ اور زیادہ سنگین جرم ہے۔

۳۔ پ ۱۱۔ یونس۔ ع ۱۔ آیت نمبر ۲۔

اَکَانَ للناس عجباً ان اوحینا الی رجل منھم الخ

ترجمہ:۔ کیا ان لوگوں کو اس وجہ سے تعجب لاحق ہو گیا کہ ہم نے ان میں

سے ہی ایک مرد کی طرف وحی کی " یعنی اسے اپنا رسول بنا کر ان کی طرف مبعوث کیا ،،

اس آیت میں ,, رجل منھم ،، کے الفاظ اس مقصد کی واضح دلیل ہیں کہ معصوم اور غیر معصوم کی نوع ایک ہوتی ہے ایسا نہیں ہے کہ " انسان " غیر معصومین کی تو نوع ہے مگر معصومین کی جنس ہے۔ جیسا کہ ہمارے مہربان مضمون نگار نے اظہار کیا ہے۔ کیونکہ اس سے معصوم اور غیر معصوم کی نوع ایک نہیں رہتی۔ ان کی نوعین الگ الگ باہم متغائیر ہو جاتی ہیں۔ اور اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان غیر معصومین میں سے قرار دیکر ,, رجل منھم ،، کہنا صحیح نہ ہو۔

وضاحت اس کی اس طرح ہے کہ کسی نوع کے کسی فرد کو دوسری متغائیر نوع کے افراد سے شمار نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً گھوڑا۔ اونٹ۔ انسان گدھا وغیرہ میں سے ہر ایک الگ جدا گانہ نوع ہے لہذا گھوڑے کے کسی فرد کو مثلاً اونٹوں میں سے شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ یہ گھوڑا اونٹوں میں سے ہے۔ اس طرح کسی اونٹ کے متعلق یوں نہیں کہا جا سکتا کہ " یہ اونٹ گھوڑوں میں سے ہے ،، علی ھذا القیاس کسی انسان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ " وہ انسان اونٹوں میں سے ہے " اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ,, یہ اونٹ انسانوں میں سے ہے ،، اگر ایسا کوئی شخص کہہ دے تو فوراً کہا جائیگا کہ اس نے یہ غلط کہا ہے۔ صحیح نہیں کہا۔

ہاں کسی نوع کے ایک فرد کو اسی نوع کے افراد میں سے شمار کیا جا سکتا

ہے، چنانچہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ زید مثلاً انسانوں میں سے ہے یا یہ کہ ذوالجناح مثلاً گھوڑوں میں سے تھا۔ (علی ھذا القیاس)، ہر نوع کے فرد کو اسی نوع کے افراد میں سے شمار کرنا درست اور صحیح ہوتا ہے اگر اسے دوسری نوع کے افراد سے شمار کیا جائے تو کلام غلط ہو جاتا ہے۔

بنا بریں اللہ تعالےٰ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "رجل منھم" کے الفاظ کے ذریعہ ان لوگوں میں سے شمار کیا ہے جو غیر معصومین بلکہ کفار تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کا آنحضرتؐ کو "رجل منہم" کہنا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ معصومین و غیر معصومین کی نوع ایک ہو۔ اور اگر معصومین کی نوع الگ فرض کی جائے تو العیاذ باللہ خدا وند عالم کا یہ کلام غلط ہو جائے گا۔ حالانکہ کلام خدا حتماً صحیح اور درست ہے اس کے غلط ہونے کا احتمال ہی نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ مضمون نگار موصوف کا یہ نظریہ باطل ہے کہ "انسان" معصومین کے لئے جنس ہے اور غیر معصومین کے لئے نوع ہے۔ اور معصومین و غیر معصومین کی نوع الگ الگ اور جداگانہ ہے کیونکہ اس نظریہ سے کلام خدا کی تکذیب ہوتی ہے اور کلام خدا کا غلط ہونا لازم آتا ہے۔

اسی مضمون کی تائید درج ذیل آیت سے بھی ہوتی ہے۔

۴۔ ۲۶پ۔ قٓ۔ ع۱۔ آیت نمبر ۱-۲۔

بل عجبوا ان جاءھم منذر منھم فقال الکافرون ھذا شیٔ عجیب

بلکہ ان لوگوں کو اس وجہ سے تعجب لاحق ہو گیا کہ "ہمارے" عذاب سے

ڈرانے والا" جو رسول،، ان کے پاس آیا ہے وہ ان میں سے ہی" ایک انسان" ہے۔ تو اس وجہ سے ان کافروں نے کہا کہ یہ عجیب چیز ہے "کہ ایک انسان رسول بن کر آگیا ہے،،

اس آیت میں بھی اللہ تعالٰے نے لفظ" منذر منھم" کے ذریعہ نص فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ان غیر معصومین انسانوں میں سے ہی ایک انسان تھے۔ کہ جو اپنی بد اعتقادی اور غلط فہمی کے باعث یہ نظریہ رکھتے تھے کہ اللہ کی طرف سے آنے والا رسول انسان نہیں ہو سکتا اور جب وہ آنحضرتؐ کو دیکھ رہے تھے کہ آپ انسان ہی ہیں تو اس کے باعث حضور کی رسالت سے انکار کیا۔ اور کہہ دیا کہ یہ عجیب چیز ہے کہ ایک انسان رسولؐ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالٰے نے ان کے اس غلط نظریہ اور اظہار تعجب کے باعث ان کو کافر قرار دے دیا۔ چنانچہ فرمایا۔ "فقال الکافرون" لیکن رسول خدا کو ان کی نوع میں سے ہی قرار دیا اور فرمایا" منذر منھم" کہ ہمارے عذاب سے ڈرانے والا یعنی رسولؐ ان میں سے ہی تھا۔

اس آیت کے ذریعہ بھی ثابت ہوا کہ رسولؐ خدا اور عام انسانوں کی نوع ایک تھی۔ حضور کی نوع الگ نہیں تھی جیسا کہ مقالہ نویس مذکور کا خیال ہے کہ انسان حضور کی جنس حقیقی تھی۔ نوع حقیقی نہ تھی۔ کیونکہ اگر صاحب تحفہ کے نظریہ و عقیدہ کو صحیح قرار دیا جائے۔ تو کلام خدا " منذر منھم" کا العیاذ باللہ غلط ہونا لازم آتا ہے جیسا کہ اس سے سابق آیت کے تحت وضاحت ہو چکی۔ کیونکہ اس کلام الٰہی کا صحیح ہونا بھی اسی صورت متصور ہو سکتا

ہے کہ جب معصومین کی نوع غیر معصومین کی نوع سے الگ اور جداگانہ قرار نہ دی جائے۔ کیونکہ معصومین کی نوع کے الگ ہونے کی صورت میں یہ کہنا ہرگز درست نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت ان لوگوں سے تھے۔ جو ان کی رسالت کی حقانیت سے انکار کر رہے تھے۔ اس لئے کہ ایک نوع کا کوئی فرد دوسری نوع کے افراد میں سے شمار نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ سابقاً وضاحت ہوچکی اسی مضمون کی ایک اور آیت ملاحظہ ہو۔

۵۔ پ۲۔ البقرہ۔ ر۱۸ع۲۔ آیت نمبر ۱۵۰۔

کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلو علیکم ایاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون ہ

ترجمہ:۔ جس طرح کہ ہم نے تم میں ایک رسول مبعوث کیا جو تم میں سے ہی "ہے وہ تمہارے اوپر ہماری آیات پیش کرتا ہے تمہارے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے تمہیں قرآن پاک اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور تمہیں ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے تھے۔

اس آیت مبارکہ میں بھی سابقہ دو آیات کی طرح "من" بعضیہ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ہے "رسولا منکم" یعنی ایسا رسول مبعوث کیا ہے جو " تم میں سے ہی" ہے اور یہ الفاظ اس مطلب پر نصاً دال ہیں کہ سرکار دو عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم عام انسانوں کی نوع کے افراد میں سے ایک فرد تھے۔ اور آنحضرت ص کی نوع عام انسانوں کی نوع سے الگ اور جداگانہ نہیں تھی کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم

کی نوع اگر ایک اور عام انسانوں غیر معصومین کی نوع الگ ہوتی تو اللہ جل شانہ ،،رسولا منکم،، کے الفاظ ہرگز نازل نہ فرماتا۔ اس لئے معصومین[ع] کی نوع کے جداگانہ ہونے کی تقدیر پر آنحضرت[ص] کی شان میں ،،رسولا منکم،، کے الفاظ کا استعمال غلط اور لغو ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور یہ ظاہر اور ایک واضح امر ہے کیونکہ جس نوع میں سے "بزعم مقالہ نویس" حضور[ع] ہیں نہیں اس نوع کے افراد میں سے آپ کو قرار دینا ایک فحش غلطی ہے جس کا ارتکاب ایک عقلمند انسان بھی نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ خداوند کی طرف سے ایسا کلام قرآن پاک میں نازل ہو۔ لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالے کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی نوع کے فرد ہیں۔ جس نوع کے افراد عام انسان ہیں۔ ولا ریب کہ خداوند عالم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حق ہے لہذا مضمون نگار کا یہ عندیہ و نظریہ غلط اور باطل ہے کہ معصومین[ع] کی نوع حقیقی جداگانہ ہے کیونکہ انسان اس کی جنس ہے اور غیر معصومین کی نوع الگ ہے۔ کیونکہ انسان ان کی نوع ہے؛ ہم نے پانچ ایسی آیات نقل کر دی ہیں جن میں سے ہر ایک کے ذریعہ یہ مقصد مثل روز روشن ثابت ہے کہ معصومین کی نوع حقیقی غیر معصومین کی نوع سے الگ اور جداگانہ نہیں اور یہ کہنا غلط۔ باطل اور لغو ہے کہ معصومین کی نوع حقیقی جداگانہ ہے جس کی جنس حقیقی انسان ہے۔ کیونکہ انسان نوع حقیقی ہے اس کا جنس حقیقی ہونا محال ہے لہذا حق یہ ہے کہ معصومین و غیر معصومین کی نوع حقیقی انسان ہے اس مقصد پر دلالت کرنے والی دیگر آیات بھی اس کثرت سے موجود ہیں

کہ سب کا تحریر کرنا قلم قاصر کی طاقت سے باہر ہے اور جو آیات تحریر کر دی ہیں وہ ایک ایسے شخص کی رہبری اور رہنمائی کے لئے کافی سے زیادہ ہیں کہ جو قرآن پر ایمان رکھتا ہو اور دنیا و عقبیٰ میں اپنی بھلائی چاہتا ہو۔ اس مقصد پر دلالت کرنے والی دیگر بہت سی آیات کے ملاحظہ کیلئے جسے شوق ہو اسے کتاب نور ہی انسان کا مطالعہ کرنا چاہیے

مخالفت قرآن کریم کا انجام

قرآن کریم اللہ تعالےٰ کی سچی کتاب ہے اس کے حقائق پر ایمان رکھنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا ہر فرد بشر کا فریضہ ہے اسکی لفظی تحریف بھی حرام ہے اور معنوی تحریف بھی ناجائز اور حرام۔ جو شخص جہالت کی وجہ سے اس کی تحریف معنوی کرے یعنی اس کے آیات کے معانی کو غلط انداز میں پیش کرے تو وہ گمراہ قرار پاتا ہے اور اگر توبہ کر کے نہ مرے تو وہ آخرت میں آتش جہنم کا ایندھن بنے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جلتا رہے گا اور اگر کوئی شخص دانستہ طور پر بعد تاویل آیات قرآنیہ کے معانی کو غلط رنگ دیوے۔ ان کے صحیح معانی پر اطلاع رکھنے کے باوجود وہ آیات کے معانی کو صحیح نہیں۔ بلکہ غلط پیرائے میں پیش کرے تو وہ کافر یا مرتد ہو جاتا ہے اور عذاب آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی اس پر مرتد ہو جانے کا فتویٰ لاگو ہو جاتا ہے۔ احکام استداد

اس شخص پہ لاگو ہو جاتے ہیں۔ لہذا دنیا میں اس کا قتل واجب ہو جاتا ہے اس کی بیوی کا نکاح ختم ہو جاتا اور وہ اس سے بائن ہو جاتی ہے اور اس کا ملک ختم ہو جاتا ہے۔ لہذا جو اموال اس کی ملکیت میں تھے وہ اس کی ملکیت سے خارج ہو کر وارثوں کا مال بن جاتے ہیں۔ اور اگر توبہ کر کے نہ مرے تو آخرت میں بھی عذاب ابدی کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔

اور یہ خدا کا احسان ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس شخص کے لئے بھی توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ جو مرتد فطری ہو جاتا ہے اگرچہ کہ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مرتد فطری کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ لیکن علمائے اسلام فقہائے عظام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ مرتد فطری کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے اگرچہ کہ مندرجہ بالا تینوں قسم کے احکام اس پہ لاگو رہیں گے۔ لہذا اگر وہ کسی وجہ سے قتل نہ ہو سکے تاہم اس کی بیوی کا بائن ہو جانا۔ اور اس کے اموال کا اس کی ملکیت سے باہر ہو جانا اس صورت میں بھی واجب اور لازم ہوتا ہے لیکن مقام افسوس ہے کہ زمانۂ حاضر میں بے باکانہ طور پر لوگ قرآن پاک کی مخالفت کرتے اور خلاف قرآن کریم اپنے نظریات باطلہ کی نشر و اشاعت کرتے ہیں ان لوگوں کو عذاب آخرت کا خیال ہونا چاہئیے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ اگر دنیا میں حکومتوں کی رکاوٹ کے باعث ان پر ارتداد کے احکام جاری نہیں کئے جا سکتے تاہم یوم آخرت تو آنے والا ہے جب دن کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فریاد کرتے ہوئے فرمائیں گے۔ "رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا"، کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن پاک کو چھوڑ دیا تھا۔

اور اپنے من گھڑت نظریات قرآن کے مقابلہ تیار کر لئے تھے۔ اور احکام قرآن سے روگردانی اختیار کر لی تھی۔ تو یہ لوگ خود ہی سوچیں کہ اس وقت ان لوگوں کا کیا حال ہو گا؟ لہذا ان لوگوں کو قرآنی آیات میں ٹھنڈے دل اور گہری نگاہ سے پارٹی بازی اور جنبہ داری سے یکسو ہو کر غور و خوض کرنا چاہیئے۔ اور قرآنی مطالب کو اپنانا اور اختیار کرنا چاہیئے۔ ان سے روگردانی نہیں کرنا چاہیئے۔

مقالہ نگار کا نظریہ باطلہ نمبر ۳

لکھتے ہیں۔ "کہ عصمت معصومین؏ کے لئے فصل ہے"

صاحب موصوف نے ایک غلط نظریہ جنس سے متعلق قائم کیا کہ "انسان معصومین؏ کے لئے جنس ہے" اور دوسرا نظریہ باطلہ کو جو سابق نظریہ کی فرع ہے یہ قائم کیا کہ عصمت معصومین کے لئے "فصل" ہے مگر ہم نے ان کے پہلے بنیادی نظریے کو جب عقلی اور نقلی براھین قاطعہ کے ذریعہ باطل کر دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ "انسان" معصومین؏ کے لئے نوع ہے جنس نہیں تو ان کا دوسرا نظریہ "کہ عصمت ان کی فصل ہے" از خود باطل قرار پا جاتا ہے۔ کیونکہ عصمت کی فصل ہونے کا احتمال اس وقت ہو سکتا تھا جبکہ "انسان" ان کی جنس قرار پاتا۔ اور جب انسان کا جنس ہونا محال ہو گیا تو عصمت کے فصل ہونے کا احتمال ہی باقی نہیں رہ جاتا۔ علم منطق کے اعتبار سے یہ امر بالکل واضح ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ اہل منطق کے نزدیک نوع جنس قریب اور فصل

قریب دونوں کا مجموعہ ہوتا ہے لہذا نوع اس وقت تک متحقق نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ مجموعہ متحقق نہ ہو اور جب جنس قریب اور فصل قریب دونوں کا مجموعہ متحقق ہو جاتا ہے تو پھر نوع متحقق ہو جاتی ہے اور اس کے بعد کوئی وصف نہ جنس قریب قرار پا سکتا ہے۔ نہ فصل قریب کیونکہ جس طرح نوع کی جنس قریب ایک ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کی فصل قریب بھی ایک ہوتی ہے۔ لہذا ایک مرتبہ جنس قریب اور فصل قریب کے حاصل ہو جانے اور بہ الفاظ دیگر نوع کے متحقق ہو جانے کے بعد پھر اسے نہ ہی جنس قریب کی احتیاج رہ جاتی ہے اور نہ ہی فصل قریب کی۔ اس لئے بعد ازاں نوع کا جو وصف حاصل ہوتا ہے وہ اس کا خاصہ یا عرض عام ہو سکتا ہے۔

مضمون نویس مذکور نے خود تسلیم کیا ہے کہ انسان کی جنس قریب "حیوان" ہے اور اس کی فصل قریب "ناطق" ہے اور اس میں شک نہیں کہ معصوم کی ذات والاصفات حیوان یعنی جاندار بھی ہے اور ناطق بھی ہے لہذا معصوم کے لئے عصمت فصل نہیں ہو سکتی۔ اور جب فصل نہیں ہو سکتی تو وہ معصوم کے لئے خاصہ قرار پائے گی۔ اس لئے عصمت کو فصل قرار دینا غلط ہے۔

نظریہ باطلہ نمبر ۴

شیخیہ کا یہ عقیدۂ فاسدہ مشہور ہے کہ معصومینؑ کی نوع عام انسانوں کی نوع سے الگ اور جدا گانہ ہے مقالہ نویس مذکور نے بھی اس نظریہ باطلہ کا

اپنی اس عبارت میں خصوصیت سے متذکرہ کیا ہے اور اس نظریہ فاسدہ کو ثابت کرنے کے لئے صاحب موصوف نے سابقۃ الذکر دونوں فاسد نظریے اختراع کئے ہیں۔ ایک یہ کہ انسان معصومین کی جنس ہے اور دوسرے یہ کہ عصمت ان کی فصل ہے۔

مگر ہم نے سابقاً بڑی وضاحت سے ثابت کر دیا کہ انسان کا معصومینؑ کے لئے جنس ہونا بھی باطل ہے۔ اور عصمت کا ان کے لئے "فصل" ہونا بھی باطل اور غلط ہے۔ تو اس نظریہ فاسدہ کی دونوں بنیادیں اکھڑ گئیں۔ کہ معصومینؑ کی نوع الگ ہوتی ہے۔ کیونکہ جس عمارت کی بنیادیں اکھیڑ پھینکی جائیں اس کا چھت اور دیواریں وغیرہ از خود زمین بوس ہو جاتی ہیں۔

نظریہ باطلہ نمبر ۵

صاحب مذکور نے انسان، گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کے حیوانیت میں شریک ہونے کو انسان کے معصومین و غیر معصومین کی جنس حقیقی ہونے کی دلیل بنایا ہے۔ جو کہ غلط ہے چنانچہ ان کی تحریر کا ماحصل یہ ہے کہ "جس طرح حیوانیت غیر معصوم انسانوں کی جنس ہے اور ناطقیت فصل ہے اور جس طرح غیر معصوم انسان حیوان ہونے کے ناطے دوسرے حیوانات "یعنی گھوڑے۔ اونٹ وغیرہ" کے ساتھ حیوانیت میں شریک ہے۔ اسی طرح انسان معصوم انسان ہونے کی وجہ انسانیت میں غیر معصوم انسانوں کے ساتھ شریک ہے"۔ انتھی۔

صاحب موصوف کا یہ کلام ایک غلط فہمی پر مبنی ہے یا آپ نے دانستہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کیونکہ آپ نے حیوان ہونے میں اونٹ گھوڑے اور انسان وغیرہ کے شریک ہونے کو بعینہ اسی قسم کا شریک ہونا قرار دیا ہے جس طرح کہ انسان ہونے میں معصوم اور غیر معصوم کا شریک ہونا ہے۔ حالانکہ اونٹ۔ گھوڑے اور انسان وغیرہ کا حیوانیت میں شریک ہونا اس قسم کا نہیں ہے جس طرح کہ معصوم اور غیر معصوم کا انسان ہونے میں شریک ہونا ہے دونوں قسم کی شرکت میں بہت بڑا فرق ہے۔

یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ حیوانیت میں شرکت رکھنے والی اشیاء مثلاً اونٹ۔ گھوڑا، انسان وغیرہ سب ایسی متعدد انواع ہیں جن کی حقیقتیں باہم مختلف ہیں جو حقیقت اونٹ کی ہے وہ گھوڑے کی نہیں جو گھوڑے کی ہے وہ انسان کی نہیں۔ علی ھذا القیاس جو حقیقت انسان کی ہے وہ بیل۔ گدھے وغیرہ کی نہیں اسی وجہ سے حیوان ان میں سے ہر ایک کی جنس ہے ان میں سے کسی کی بھی نوع نہیں کیونکہ یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ حیوان اونٹوں کی نوع ہے یا یہ کہ حیوان گھوڑوں کی نوع ہے یا یہ کہ حیوان انسانوں کی نوع ہے۔ وغیرہ وغیرہ بلکہ حیوان ان سب کی جنس ہے اور اسی وجہ سے جنس کی تعریف میں اہل منطق نے صاف لکھا ہے کہ وہ ایسی کلی ہوتی ہے جو کثیر من مختلفین بالحقائق پر بولی جاتی ہے۔

لیکن انسانیت میں معصوم اور غیر معصوم کا شرکت رکھنا حیوانیت

میں انواع مذکور کے شرکت رکھنے کی مانند اس لئے نہیں ہے کہ "انسان" معصوم اور غیر معصوم ہر دو کی نوع ہے چنانچہ انسان کا غیر معصوم کی نوع ہونا تو صاحب موصوف نے خود بھی تسلیم کیا ہے اور سابقا" ہم نے دلائل قاطعہ سے ثابت کر دیا ہے کہ ایک ہی حقیقت کا نوع بھی ہونا اور جنس بھی ہونا محال ہے۔ لہذا انسان کے متعلق یہ کہنا باطل ہے کہ وہ غیر معصوم کی تو نوع ہے مگر معصوم کی جنس ہے بلکہ جس طرح انسان غیر معصوم کی نوع ہے۔ اسی طرح وہ معصوم کی بھی ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ معصوم اور غیر معصوم کا انسان ہونے میں باہم شریک ہونا اس قسم کا نہیں جس قسم کا اونٹ، گھوڑے۔ انسان وغیرہ کا حیوان ہونے میں شریک ہونا ہے۔ بلکہ انسان معصوم اور انسان غیر معصوم کا باہم انسان ہونے میں شرکت رکھنا۔ ایسے ہے جیسے انسان عالم اور انسان غیر عالم کا انسان میں شریک ہونا ہے یا انسان کاتب وانسان غیر کاتب کا انسان ہونے میں شرکت رکھنا ہے لہذا جس طرح کہ عالم اور غیر عالم دونوں کے لئے انسان نوع ہے۔ اور جس طرح کہ کاتب اور غیر کاتب کے لئے انسان نوع ہے۔ اس طرح معصوم اور غیر معصوم ہر دو کے لئے انسان نوع ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انسان معصوم کو خداوند عالم نے قرآن پاک میں جا بجا غیر معصومین کی نوع سے شمار کیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ کما ارسلنا فیکم رسولا منکم۔ کہ ہم نے تم میں ایسا رسول مبعوث کیا جو تم میں سے ہی ہے۔ نیز فرمایا اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منھم

کہ کیا ان لوگوں کو اس لئے تعجب لاحق ہو گیا کہ ہم نے ان میں سے ہی ایک مرد کی طرف وحی کی۔ نیز فرمایا بل عجبوا ان جاءھم منذر منھم الخ کہ انہوں نے اس لئے تعجب کیا کہ " ہمارے عذاب سے " ڈرانے والا رسول ان ہی میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا۔ نیز فرمایا لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم الخ، کہ خدا کا مومنین پر یہ احسان ہے کہ اس نے ان میں ان کے ہی نفوس سے ایک رسول مبعوث فرمایا۔ نیز ارشاد فرمایا۔ قد جاءکم رسول من انفسکم الخ۔ کہ بے شک تمہارے پاس رسول آیا ہے۔ جو تمہارے ہی نفوس میں سے ہے۔

اس مضمون کی آیات بکثرت ہیں۔ اور یہ سب اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ معصوم اسی نوع سے ہوتا ہے۔ جس سے غیر معصوم ہے۔ اسی لئے جا بجا رسولؐ کو ان غیر معصومین سے شمار کیا ہے اور یہ ظاہر ہے حضورؐ پاک غیر معصومین میں سے معاذ اللہ غیر معصوم ہونے کے لحاظ سے نہیں تھے۔ بلکہ وہ ان میں سے انسان ہونے کی حیثیت سے تھے لہذا انسان معصوم اور انسان غیر معصوم کا انسان ہونے میں اشتراک اس اعتبار سے ہے کہ انسان ہر دو کی نوع ہے۔ اگر معصوم کی نوع الگ ہوتی اور غیر معصوم کی الگ تو معصومین کو ان غیر معصومین میں سے شمار نہ کیا جاتا۔ جس طرح کہ انسان کی نوع الگ ہے۔ اور اونٹ کی الگ ہے تو اس وجہ سے کسی انسان کو یوں نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اونٹوں میں سے ہے اور نہ یہ کہا جا سکتا کہ وہ انسان گھوڑوں میں سے ہے کیونکہ انسانی

افراد اور گھوڑے کے افراد کا اشتراک نوعیت میں نہیں جنسیت میں ہے
اس توضیح سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ معصوم اور غیر معصوم کا انسانیت
میں شریک ہونا اس طرح کا نہیں ہے جیسے کہ انسان غیر معصوم کا
گھوڑے اونٹ وغیرہ کے ساتھ حیوانیت میں شریک ہوتا ہے کیونکہ
اول الذکر ایک نوع کے افراد کا اپنی نوع میں شریک ہونا ہے اور مؤخر
ذکر متعدد انواع مختلفۃ الحقیقت کے افراد کا اپنی جنس میں شریک ہونا
ہے۔ لہٰذا دونوں قسم کی شرکت کو ایک جیسا قرار دینا یہ صاحب موصوف
کی غلط فہمی کا کرشمہ ہے یا دانستہ مغالطہ دینے کی آپ نے ناکام کوشش
فرمائی ہے۔

نظریہ باطلہ نمبر ۶

صاحب مذکور نے عصمت کو ناطقیت یعنی عقل کی حیثیت دے
دی ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے "جس طرح غیر معصوم
انسان اپنی ناطقیت یعنی عقل کی بنا پر دوسرے حیوانات سے بالاتر اور
ممتاز ہے، اسی طرح انسان معصوم اپنی عصمت کے ذریعہ دوسرے
تمام غیر معصوم انسانوں سے بالاتر اور ممتاز ہے۔ واضح رہے کہ یہ گفتگو
منطقی اصطلاحات کے مطابق ہے۔"

یہ کلام متعدد وجوہ کے باعث غلط ہے۔ اول اینکہ ناطق ہونا یعنی
عاقل ہونا یہ انسانی ماہیت کا جز ہے مگر معصوم ہونا حقیقت و ماہیت
معصوم کا جز نہیں بلکہ وہ انسان معصوم کا خاصہ ہے کیونکہ ماہیت

تو معصوم کی بھی انسان ہی ہے۔ جیسا کہ بار ہا اس کو عقلی و نقلی براہین ساطعہ کے ذریعہ واضح کیا جا چکا ہے لہذا نطق اور عصمت کی حیثیت ایک نہیں ہے۔

دوم یہ درست نہیں ہے کہ ہر غیر معصوم انسان کو اپنی ناطقیت یعنی عقل کی بنا پر۔ دوسرے حیوانات سے برتری حاصل ہے۔ کیونکہ نطق یعنی عقل کے باعث غیر معصوم انسان کو دوسرے حیوانات پر بالاتری اسوقت حاصل ہوتی ہے جبکہ وہ عقل اور نطق کے تقاضوں کو پورا کرے۔ اور عقل کا تقاضہ ہے ایمان اور عمل صالح۔ جو شخص اس تقاضہ کو پورا نہ کرے یعنی صاحب ایمان نہ ہو۔ اور اعمال صالحہ بجالانے کا پابند نہ ہو تو ایسے شخص سے بعض اوقات دیگر حیوان برتر اور بالاتر ہوتے ہیں۔ مثلاً شمر ذی الجوشن، عمر سعد، یزید پلید، فرعون، هامان، نمرود اور شداد جیسے انسان حیوان ناطق تو تھے عقل سے متصف بھی تھے۔ مگر بایں ہمہ یہ ایسے ملعون اور خبیث انسان تھے۔ کہ ان سے یقیناً حیوان بہتر ہیں۔ کیا اصحاب کہف کا کتا ان ملاعین سے افضل نہیں تھا۔ حالانکہ وہ ایک کتا تھا۔ کیا ذوالجناح ان خبیث انسانوں سے افضل نہیں تھا؟ یقیناً ان سے بہتر اور افضل تھا۔ حالانکہ وہ ایک گھوڑا تھا۔

مگر عصمت کی یہ شان نہیں ہے کیونکہ معصوم کو بہر حال غیر معصوم پر برتری حاصل ہے کوئی غیر معصوم ایسا نہیں ہو سکتا کہ جو معصوم سے کسی بھی اعتبار سے افضل ہو۔ لہذا معصوم کی بالاتری اور امتیاز کو

نطق و عقل کی بالاتری کی طرح اور اس کی مثل قرار دینا درست نہیں ہے
سوم اینکہ یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ گفتگو منطقی اصطلاحات کے مطابق ہے
کیونکہ نطق کا تعلق انسان کی پوری نوع سے ہے انسان کا ہر فرد ناطق ہوتا
ہے۔ لیکن عصمت کا تعلق انسان کے تمام افراد سے نہیں ہوتا۔ بلکہ انسان
کے صرف بعض بعض افراد سے عصمت کا تعلق ہوتا ہے۔ اور یہی اس کی
دلیل ہے کہ عصمت انسان کی ماہیت کا جزء نہیں۔ اگر وہ ماہیت انسان
کا جزء ہوتی تو ہر فرد انسان معصوم ہوتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

"معصوم کی اولاد کا غیر معصوم اور غیر معصوم کی اولاد کا معصوم ہونا
عدم جزئیت عصمت کی واضح دلیل ہے"

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ معصومین ؑ کی بیشتر اولاد غیر معصوم
پیدا ہوتی رہی۔ اگرچہ معصوم کی اولاد معصوم بھی ہوتی رہی مگر غیر معصومین کی نسبت
وہ کمتر ہیں۔ چنانچہ حضرت آدم ؑ کی اولاد ذکور و اناث بہت سے تھے۔ مگر
معصوم صرف ایک حضرت شیث تھے۔ دیگر سب غیر معصوم تھے اور خود
حضرت آدم ؑ معصوم تھے۔ کیونکہ وہ پہلے نبی تھے۔ اور حضرت آدم ؑ کے ایک
فرزند کے اپنے بھائی کو قتل کر دینے کا قصہ خود قرآن پاک میں موجود ہے۔
علی ھذا القیاس حضرت نوح علیہ السلام معصوم اور اولی العزم
انبیاء میں سے تھے۔ ان کے فرزندان میں سے بھی صرف ایک کے علاوہ
دیگر غیر معصوم تھے۔ ان کے فرزند کا نافرمانی کر کے حضرت نوح ؑ کی کشتی پہ
سوار نہ ہونا اور کہنا کہ میں پہاڑ پہ چڑھ جاؤں گا۔ جو مجھے طوفان آب کے ضرر

سے بچالے گا۔ مگر بالآخر طوفان میں غرق ہوگیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نبی اور معصوم تھے۔ مگر ان کے بارہ فرزند میں سے صرف ایک حضرت یوسف علیہ السلام معصوم تھے۔ دیگر سب غیر معصوم تھے۔ وہ حضرت یعقوبؑ کے فرزند ہی تو تھے۔ جنہوں نے ناحق حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔

حضرت ابو طالبؑ کے چار فرزند تھے مگر معصوم صرف حضرت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام تھے دیگر تمام غیر معصوم تھے۔ اگرچہ حضرت جعفر طیار بڑی شان اور عظمت کے مالک تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو دو پر دیئے ہیں جن کے ذریعہ وہ جنت میں پرواز کرتے ہیں۔ لیکن عصمت کے درجہ پہ وہ بھی فائز نہیں تھے۔

حضرت جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام خود امام حق اور معصوم تھے اور ان کو اولادیں ذکور و اناث کثرت سے تھے۔ مگر ان میں سے معصوم صرف دو حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسین علیہ السلام تھے۔ دیگر سب غیر معصوم تھے۔ اگرچہ فرزندان میں حضرت عباس علمدار اور دختران میں حضرت زینب خاتون ہر دو بڑی عظمت وجلالت کے مالک تھے۔ لیکن یہ دونوں بھائی بہن بھی عصمت کے شرف سے مشرف نہیں تھے۔ ہاں عدالت کے اعلیٰ مدارج پہ فائز تھے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام امام برحق اور معصوم تھے۔ لیکن اولاد میں کوئی معصوم پیدا نہ ہوا۔ خواہ وہ فرزند تھے یا دختران سب عصمت سے

مشرف نہ تھے۔
حضرت امام حسینؑ علیہ السلام امام برحق اور معصوم تھے۔ مگر ان کی اولاد ذکور اناث میں سے صرف ایک حضرت امام زین العابدین علیہ السلام معصوم تھے۔ دیگر کوئی معصوم نہیں تھا۔ حتیٰ کہ حضرت علی اکبر بہت بڑی شان کے مالک اور عدالت کبریٰ کے درجہ پر فائز تھے مگر معصوم وہ بھی نہیں تھے۔

علی ھذا القیاس حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد ہر امامؑ کا صرف ایک فرزند معصوم تھا۔ دیگر اولادیں سب غیر معصوم رہیں۔ حتیٰ کہ زمان حال میں جس قدر سادات بنی فاطمہ موجود ہیں۔ ان میں صرف ایک حضرت صاحب الامر علیہ السلام امام برحق اور معصوم ہیں۔ دیگر سب کے سب سادات بنی فاطمہ معصوم نہیں غیر معصوم ہیں۔
اور صنف نازک میں تو سوائے حضرت مریمؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ کے اور کسی کا معصومین میں نام بھی نہیں لیا جاتا اور پھر حضرت جناب سیدۃ خاتون فاطمہ زہراؑ علیہ السلام کے والد ماجد تو بے شک سید الانبیاؑ اور سید المعصومین تھے۔ لیکن حضرت جناب سیدۃ خاتون فاطمہ زہراؑ علیہا السلام کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہؑ کا نام فہرست معصومین میں شمار نہیں کیا جاتا۔ اگرچہ آپ بڑی عظمت اور بڑے شان رفیع کی مالکہ بی بی تھیں۔ اور اگر کوئی شخص حضرت خدیجہ کی عصمت کا ادعا کرے تو پھر حضرت خدیجہ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ کے متعلق سوال ہوگا

کہ وہ معصوم نہیں تھے۔ بہر حال ایک غیر معصوم کے بطن سے معصوم کا پیدا ہونا ضرور لازم آتا ہے۔ اس لئے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ معصوم سے غیر معصوم پیدا ہوئے اور غیر معصوم سے معصوم متولد ہوئے اور یہ صورت اس کی برھان قاطع ہے کہ عصمت نہ انسان کی ماہیت کا جزء ہوتی ہے۔ نہ معصوم کی ماہیت کا۔ رہا یہ امر کہ عصمت کا شرف معصوم کو ابتداء آفرینش سے حاصل ہوتا ہے اور عصمت معصوم سے منفک نہیں ہوتی تو یہ اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ عصمت ماہیت معصوم کا جزء ہے۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ خاصۂ لازمہ بھی ذوالخاصہ کو ابتداء آفرینش سے حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر اس سے منفک اور جدا بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر باوجود اس کے وہ خارج از ماہیت ہوتا ہے جزء ماہیت نہیں ہوتا۔ اس لئے ابتداء آفرینش سے کسی وصف کا حاصل ہونا اور انفکاک پذیر بھی نہ ہونا یہ کسی وصف کے لئے ضروری طور پر موصوف کی حقیقت کے جزء ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ مثلاً اکثر بچے بینا پیدا ہوتے ہیں اور ان میں سے بکثرت ایسے ہوتے ہیں کہ تادم زیست بینائی انہیں میسر رہتی ہے ان سے منفک نہیں ہوتی تاہم کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ بینائی بینا کی ماہیت و حقیقت کا جزء ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر بینا انسان کی نوع الگ ہو جائے گی۔ اور نابینا انسان کی نوع الگ۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ علی ھذا القیاس کئی انسان پیدائشی بینا ہوتے ہیں مگر آخر عمر

ہیں یا دوران عمر میں کسی سبب سے وہ نابینا ہو جاتے ہیں تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ اب اس نابینا کی نوع بدل گئی ہے کیونکہ نوع تو اس کی ہر حال میں انسان ہے اسی لئے تو وہ بینا تھا تو بھی انسان تھا۔ اور نابینا ہو گیا تو بھی انسان ہے۔ وصف بینائی میں تغیر آیا ہے جو کہ خارج از ماہیت اُمر تھا۔ انسان ہونے میں اس کے تبدیلی نہ ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔

لہٰذا عصمت کی شان بھی خارج از ماہیت ہونے کے لحاظ سے بینائی کی سی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بینائی عرض عام ہے۔ اور عصمت خاصہ ہے مگر عصمت فصل ہرگز نہیں ہو سکتی۔ حیرانی ہے کہ شیخیہ حضرات کی سمجھ میں یہ معمولی سی بات بھی نہیں آتی کہ جب عموماً معصوم کی اولاد غیر معصوم پیدا ہوتی رہتی ہے۔ تو پھر ان کی نوع الگ نہیں ایک ہی ہے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اکثر و بیشتر معصوم اپنی نوع کے خلاف اولاد جنتا رہتا ہو اور کبھی کبھار اپنی نوع کی تولید کا باعث بنتا ہو حالانکہ عموماً دنیا بھر کی تمام انواع تولید مثل کا باعث ہوتی ہیں اونٹ کا بچہ اونٹ ہوتا ہے۔ بیل کا بچہ بیل۔ اور انسان کا بچہ انسان۔ بلکہ خداوند عالم کی عادت مستمرہ تو نباتات میں بھی عمومی حیثیت سے یہی شان رکھتی ہے کیونکہ گندم کے دانے سے گندم پیدا ہوتی ہے مکی پیدا نہیں ہوتی اور مکی کے دانے سے مکی پیدا ہوتی ہے۔ چنا پیدا نہیں ہوتا۔ علیٰ ھذا القیاس تمام انواع کے متعلق اللہ تعالیٰ کی شان قدرت کا کرشمہ اسی طرح ظاہر ہوتا ہے۔ مگر شیخیہ کا فلسفہ انوکھا ہے اور ان کی

منطق نرالی ہے جو صاحبان عقل کی فہم سے دور ہے۔

نظریہ باطلہ نمبر ۷

سابقاً تحریر ہو چکا کہ " عصمت " معصومینؑ کے لئے " فصل " نہیں ہو سکتی بلکہ وہ ان کا خاصہ لازمہ ہے۔ صاحب موصوف نے خاصہ لازمہ ہونے کی مخالفت کی ہے۔ اور کہا ہے کہ عصمت معصومینؑ کا خاصہ لازمہ اس لئے نہیں ہو سکتا کہ " اگر خاصۂ لازمہ قرار دیں تو چونکہ خاصہ پوری نوع کے تمام افراد کے لئے ہوتا ہے لہذا نوع انسان کے تمام افراد کے لئے صفت عصمت کو لازمی تسلیم کرنا پڑیگا۔ اور یہ پہلی صورت سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ صاحب موصوف کا یہ نظریہ غلط ہے کہ ہر خاصہ پوری نوع کے تمام افراد کے لئے ہوتا ہے۔ کیونکہ خاصہ غیر شاملہ پوری نوع کے تمام افراد کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ نوع کے بعض افراد سے تعلق رکھتا ہے۔ البتہ خاصہ شاملہ کی یہ شان ہے کہ وہ پوری نوع کے تمام افراد کے لئے ہوتا ہے لیکن عصمت خاصہ شاملہ نہیں بلکہ وہ خاصہ غیر شاملہ ہے۔

توضیح اس کی اس طرح ہے کہ خاصہ لازمہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک خاصہ لازمہ شاملہ اور دوسرے خاصہ لازمہ غیر شاملہ خاصہ لازمہ شاملہ کی مثال ہے کاتب بالقوۃ ہونا اور خاصۂ لازمہ غیر شاملہ کی پھر دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک خاصہ صنفیہ اور دوسرے خاصہ شخصیہ، خاصۂ لازمہ صنفیہ کی مثال ہے مرد ہونا۔ یا عورت ہونا۔ کیونکہ مرد انسان کی ایک صنف ہے جو انسان کی

ذات وحقیقت کا جزنہیں۔ ورنہ تو سارے انسان مرد ہی ہوتے عورت کوئی نہ ہوتی۔ اور اسی طرح عورت بھی انسان کی ایک صنف ہے اور وہ بھی حقیقت انسان سے خارج ہے ورنہ سارے انسان عورتیں ہی ہوتیں۔ مرد کوئی نہ ہوتا

اور جب ثابت ہے کہ مرد اور عورت انسان کی حقیقت کا جزنہیں تو لازماً ماننا پڑتا ہے کہ مرد ہونا اور عورت ہونا یہ انسانی نوع کی دو صنفیں ہیں جو کہ انسانی خواص میں سے ہیں اور ہیں بھی یہ خواص لازمہ اور خواص شاملہ بھی نہیں بلکہ غیر شاملہ ہیں کیونکہ مرد ہونا پوری نوع انسان کے تمام افراد کو شامل نہیں اور یہی شان عورت ہونے کی بھی ہے۔ لہٰذا یہ دونوں خاصۂ لازمہ غیر شاملہ ہیں

خاصہ لازمہ صنفیہ کی دوسری مثال ہے سیاہ فام ہونا۔ یہ انسانی ایک صنف حبشیوں کا خاصۂ لازمہ ہے۔ اور چونکہ انسان کے سارے افراد سیاہ فام نہیں ہوتے۔ لہٰذا یہ انسانی نوع کا خاصہ لازمہ غیر شاملہ ہے۔ خاصہ لازمہ صنفیہ کی تیسری مثال ہے کبود چشم ہونا یہ انسانی ایک صنف انگریزوں کا خاصہ ہے۔ اور انسان کے سارے افراد چونکہ کبود چشم نہیں ہوتے لہٰذا یہ بھی انسانی نوع کا خاصہ لازمہ غیر شاملہ ہے۔

خاصہ لازمہ غیر شاملہ شخصیہ کی مثالیں

اس خاصہ کی مثالیں جیسے حسن حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی شجاعت۔ سخاوت اور علم وغیرہ دیگر کمالات۔ نوشیروان کی عدالت۔ حاتم طائی کی سخاوت۔ حضرت عباس علمدار کی وفا۔ آنحضرتؐ کے سائے کا نہ ہونا وغیرہ یہ تمام انسانی

افراد کے خواص ہیں. مگر یہ ان مذکورہ خاص اشخاص کے خواص ہیں لہذا انسان کی طرف نگاہ کرنے کے لحاظ سے یہ انسانی خاصۂ لازمہ غیر شاملہ کی مثالیں ہیں۔

عصمت بھی اسی خاصۂ لازمہ غیر شاملہ شخصیہ کی مثال ہے۔ کیونکہ عصمت کا شرف انسانی اس فرد کو حاصل ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث کرتا ہے۔

"عصمت کے خاصہ ہونے کے دلائل"

اوّل. اینکہ عصمت انسانی نوع کے بعض افراد کا ایسا ذیشان وصف ہے کہ جو اس وصف کے موصوف یعنی معصوم کو غیر معصوم سے ممتاز کرتا ہے۔ اور کسی نوع کے بعض افراد کو ممتاز کرنے والا وصف اس کا خاصہ ہی ہو سکتا ہے۔

دوم :۔ جو عصمت یہاں مقصود ہے وہ نوع انسان کا جز نہیں ہو سکتی. کیونکہ نوع انسان کے دو جز ہیں۔ ایک حیوان دوسرے ناطق ان دونوں جزؤں کے تحقق سے نوع کا تحقق ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ حیوان جنس قریب ہے، اور ناطق فصیل قریب اور تکمیلِ اجزآ نوع کے بعد جو وصف بھی کسی نوع کے تمام یا بعض افراد کے لئے حاصل ہو وہ اس کا خاصہ ہوتا ہے۔ فصل نہیں ہو سکتی.

لہذا عصمت انسان کی فصل نہیں ہو سکتی. کیونکہ فصل تو انسان کی ناطق ہے جو حاصل ہو چکی ہے۔ اس لئے عصمت انسان کے ان

افراد کا خاصہ ہو گی جو اس سے متصف ہوں گے۔

سوم:۔ یہ ایک غلط فہمی ہے کہ انسان معصوم اور انسان غیر معصوم کی وہی حیثیت ہے جو حیوان ناطق اور حیوان غیر ناطق کی ہے لہذا جس طرح حیوان ناطق اور حیوان غیر ناطق کی جنس ہے اس طرح انسان بھی معصوم اور غیر معصوم کی جنس ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان نوع حقیقی ہے اور حیوان جنس حقیقی ہے انسان جنس حقیقی ہرگز نہیں ہو سکتا اور حیوان نوع حقیقی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ سابقاً وضاحت ہو چکی لہذا معصوم اور غیر معصوم کا انسان ہونے میں شرکت رکھنا وہ اس حیثیت کا نہیں جس کا کہ ناطق اور غیر ناطق کا انسان ہونے میں شرکت رکھنا ہے۔

معصوم اور غیر معصوم ہونے کا انسان ہونے میں شریک ہونا ایسے ہے جیسے کہ مومن اور غیر مومن کا انسان ہونے میں شرکت رکھنا ہے اور جیسے کہ ایمان کسی انسان کا جزِ حقیقت نہیں اسی طرح عصمت بھی کسی انسان کی جزِ حقیقت نہیں۔ رہی یہ چیز کہ عصمت معصوم سے منفک نہیں ہو سکتی تو اس سے اس کا فصل ہونا ضروری نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر خاصہ لازمہ اپنے موصوف سے منفک نہیں ہو سکتا۔ لہذا عصمت کا انسان معصوم کیلئے فصل ہونا محال ہے اور خاصۂ لازمہ ہونا ضروری ہے۔

جو شخص عصمت کو انسان معصوم کا خاصہ نہیں فصل قرار دیتا ہے وہ مصطلحات علم منطق سے پوری طرح واقف نہیں اسے علم منطق کی کتابیں پڑھنا ضروری ہے ان لوگوں کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ یہ لوگ انسان کو جنس حقیقی بناتے ہیں۔ حالانکہ انسان نوع حقیقی ہے اس کا جنس حقیقی ہونا محال ہے۔

شیخیہ کو چاہیئے کہ وہ اپنی اس بنیادی غلطی کا احساس کریں اور اسے ترک کر کے اس امر حق کو تسلیم کریں کہ انسان معصوم و انسان غیر معصوم ہر دو کی نوع ایک ہے اور وہ ہے انسان تاکہ وہ اس مسئلہ میں قرآن حکیم کی مخالفت سے بھی محفوظ ہو جائیں اور ارشادات معصومین علیہم السلام اور عقل سلیم کی مخالفت سے بھی بچ جائیں؛ وما علینا الا البلاغ۔

والحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین۔

(جعفریہ پرنٹنگ ایجنسی - شیعہ میانی ملتان)